غلام احمد قادیانی

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

قادیان

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا

نمبر ۱۳ | مورخہ ۱۳ اگست سنہ ۱۹۲۶ء | یوم جمعہ | مطابق ۳ صفر سنہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان کے ہندوؤں اور دیگر باشندوں پر جو احسان فرماتا رہتا ہے ان میں تازہ اضافہ یہ ہوا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے لالہ گوکل چند صاحب پسر لالہ شرمپت صاحب کو تقریباً دو کنال کمی زمین مفت عطا فرمائی ہے۔

قادیان ریلوے جنکشن کے متعلق ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے سے ... ٹاؤن ایکٹ کے متعلق متعلقہ حکام سے نظارت امور خارجیہ خط و کتابت کر رہی ہے۔

ماسٹر نور الٰہی صاحب مدرس ہائی سکول ایک ماہ کے لئے گیجی ضلع ہزارہ کی احمدیہ جماعت کی تربیت کے لئے بھیجے گئے ہیں ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ڈلہوزی میں

ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی ۸ اگست کی اطلاع مظہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت دو دن اچھی رہی۔ مگر ۸ اگست پھر سر درد اور حرارت محسوس ہوئی۔ باوجود اس کے حضور ترجمہ قرآن کے کام میں مصروف رہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا پتہ

جو احباب کرام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں عریضہ لکھنا چاہیں۔ وہ تا اطلاع ثانی حسب ذیل پتہ پر لکھا کریں :-

"پورٹ لینڈ ہال۔ ڈلہوزی۔ ضلع گورداسپور"

قادیان کے پتہ پر خط لکھنے سے حضور کو دیر سے خط پہنچتا ہے اس لئے براہ راست مندرجہ بالا پتہ پر لکھنا چاہیئے ؛

اخبار احمدیہ

شہر سیالکوٹ میں تبلیغی جلسہ

بعد تصفیہ مقدمات مابجد سیالکوٹ بذریعہ اشتہار و منادی ۲۸ و ۲۹ جولائی کو سیالکوٹ میں احمدیہ جلسہ کا اعلان کیا گیا - ۲۸ کو بعد نماز عصر جناب مفتی محمد صادق صاحب مبلغ یورپ و امریکہ کا لیکچر زیر صدارت جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء "قرآن شریف اور بائبل مقدس" پر نہایت کامیاب ہوا۔ اختتام لیکچر پر چودہری صاحب موصوف نے اسی مضمون کے تتمہ کے طور پر ایک متعصب عیسائی کی کتاب "موازنہ انجیل و قرآن" کے بعض مقامات پر اس صفائی اور خوبی سے تبصرہ فرمایا۔ کہ بموجب شرط اشتہار چودہری صاحب کے اعتراضات کرنے کی اجازت فرمانے پر مولف "موازنہ انجیل و قرآن" جو اس وقت موجود تھا۔ اعتراض کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔

اسی دن بعد نماز مغرب مولوی علی محمد صاحب مولوی فاضل سے وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آیات قرآن شریف اور احادیث صحیحہ اور اقوال ائمہ سے بین ثبوت پیش کئے۔ جن پر اعتراض کرنے والوں کو سوائے ندامت اور پشیمانی کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس کے بعد مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل کا لیکچر بصدارت میر عبد السلام صاحب امیر جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ "صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" پر عام فہم اور موثر طریق سے نہایت کامیابی سے ہوا۔ دو غیر احمدی صاحبان نے کافی وقت لیکر اپنے اعتراضات پیش کئے مولوی صاحب موصوف نے واضح اور تسلی بخش جوابات دیئے۔ کہ ان کے سننے سے دوستوں کے چہرے بشاش اور مخالفین نگونسار نظر آتے تھے۔ بعض حاسدین نے اس کامیابی کو برداشت نہ کرتے ہوئے مولوی صاحب کو دوران تقریر میں روکنا چاہا۔ لیکن امیر صاحب کے اعلیٰ ضبط اور انتظام کی وجہ سے وہ اپنی خواہشوں میں ناکام اور نامراد رہے۔ اور ۲۸ کا جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

دوسرے دن بعد نماز عصر فاضل جالندہری نے "اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے" پر وہ میسر کن اور موثر بحث کی۔ جس سے اسلام کی تعلیم کا مکمل اور ہر ملک و زمانہ کے لئے رہبر کامل ہونا بالبداہت ثابت ہوتا تھا۔ اور ساتھ ہی عیسائیت اور ویدمت پر کافی روشنی ڈالکر یہ ظاہر کر دیا۔ کہ ان مذاہب کی تعلیم کو ہر ملک اور زمانہ کے لئے دستور العمل سمجھنا محض ہٹ دہرمی ہے۔ اختتام تقریر پر دو مسیحی فاضلوں نے اعتراضات پیش کئے۔ جن کے مولوی صاحب موصوف نے خوب تسلی بخش اور مدلل جوابات دیئے۔

بعد نماز مغرب حضرت حافظ روشن علی صاحب نے مضمون ختم نبوت پر زبردست دلائل سے اصل حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا۔ اور براہین قاطعہ سے ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں نبی کا آنا مؤید ختم نبوت ہے۔ بیان ایسا عام فہم اور واضح تھا کہ معترضین نے اعتراضات کی گنجائش نہ پائی۔ اور جلسہ بڑی خوبی اور کامیابی سے انجام پذیر ہوا۔

حکیم محمد ابراہیم سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ۔

نظم

رہ الفت میں مرنا

(از جناب ذوالفقار علیخان صاحب گوہر)

جناب خان صاحب نے یہ نظم شہید ملت مولوی نعمت اللہ صاحب افغان کے کابل کے جیل خانہ میں باصوت اٹھانے کے متعلق پہلی اطلاع آنے پر کہی تھی۔ مگر سفر ولایت کی تیاری میں مصروفیت کی وجہ سے کہیں کاغذات میں مل گئی۔ اور اشاعت کے لئے نہ دے سکے۔ اب جبکہ خدا تعالیٰ کی قضا وقدر کے ماتحت مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہادت کا درجہ پا چکے ہیں۔ یہ نظم شائع ہو کر واقعہ شہادت کا اصلی نقشہ پیش کر رہی ہے ❊

اے دل غلطی ہے یہ قسمت سے خفا ہونا — اے کاش تجھے آتا راضی برضا ہونا

اے جان جہاں تم سے دم بھر کو جدا ہونا — ہے موت سے خوش ہونا جینے سے خفا ہونا

دنیا کو پسند آئی بزم ستم آرائی — ہے داخل دانائی ایجاد جفا ہونا

یہ بزم ہے ساقی کی یاں چاہیئے خودداری — آسان نہیں اے واعظ یہ فرض ادا ہونا

ہے درد دوا اسکی ہے رنج غذا اسکی — بیمار محبت کو مشکل ہے شفا ہونا

اے خوگر عیاری دیکھ اپنی جفاکاری — سمجھا گیا غداری پابند وفا ہونا

ناکردہ گناہوں پر کیوں ظلم روا رکھا — گویا کہ خطا ٹھہری بے جرم و خطا ہونا

امکان میں داخل ہے مشرک کا دغا کرنا — امکان سے خارج ہے مومن سے دغا ہونا

مقتول جفا کرنا ہے تم کو پسندیدہ — بھاتا ہے ہمیں لیکن مقتول جفا ہونا

کمزور ہوں میں یارب دشمن ہے قوی بازو — اس پنجۂ ظالم سے مشکل ہے رہا ہونا

پابند حیا کرنا آسان نہیں اے واعظ — جب تک کہ نہ سیکھے تو پابند حیا ہونا

ہے سے سرو سامانی [illegible] ہووے جو کا — [illegible] آ گیا آخر کو بے برگ و نوا ہونا

گوہر رہ الفت میں مرنا ہی تو جینا ہے — معراج تعشق ہے دلبر پہ فدا ہونا

دیوبند میں احمدیہ جلسہ

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں مبلغین کے دورہ کا پروگرام چھپا ہے۔ اس میں وفد نمبر ۱ کے متعلق یہ لکھا رہ گیا ہے۔ کہ مظفر گڈھ۔ سہارنپور۔ اور میرٹھ کی جماعتیں ملکر دیوبند جلسہ کریں۔ لہذا ان جماعتوں کو اب اطلاع دی جاتی ہے ❊

سکرٹری صاحبان سے استدعا

جماعتہائے متعلقہ وفد ۱ کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں استدعا ہے کہ اپنے مکمل پتوں سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ خط وکتابت میں آسانی ہو۔ اور ضروری امور طے کر لئے جائیں۔

خاکسار غلام احمد۔ مولوی فاضل قادیان

مبارکباد

یہ خبر خوشی سے سنی جائیگی کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے مولوی عبد السلام صاحب نے اس سال علی گڈھ یونیورسٹی میں میٹریکولیشن کا امتحان پاس کیا ہے۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے ❊

بی اے میں کامیابی

خاکسار کے ایک رشتہ دار مسمی عبد الرشید صاحب احمدی فیروز پوری نے امسال بی اے کے امتحان میں اعلیٰ نمبروں پر خدا کے فضل سے کامیابی حاصل کی ہے۔ سب بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اس نوجوان کی بہتری و بہبودی کے لئے دعا فرمائیں۔ بشیر احمد کانب۔ قادیان

ضرورت رسالہ

ریویو آف ریلیجنز انگریزی بابت ماہ فروری ۱۹۲۵ء کی سخت ضرورت ہے۔ اگر کوئی صاحب عطا فرمائیں تو قیمت ادا کر دی جائیگی۔ خادم محمد صادق ناظر امور خارجہ

بیکاروں کے واسطے کام

جو احمدی نوجوان بیکار ہوں۔ یا اپنے معمولی کام سے وقت بچا کر بعض اشیاء کی فروخت کا انتظام کر سکتے ہوں وہ دفتر ہذا سے خط وکتابت کریں۔ محمد صادق۔ ناظر امور عامہ

ولادت

خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعا سے ۱۲ جولائی کمترین کو لڑکا عطا فرمایا۔ مولود مسعود کی عمر دراز کی اور خادم دین اسلام بننے کے لئے دعا کی جائے۔ حافظ محمد عبد اللہ از نکودر

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عاجز کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں عاجزانہ التماس ہے کہ مولود کے نیک۔ با عمر اور خادم اسلام ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ منظر حسین از کھارہ ضلع لاہور ❊

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۳ اگست ۱۹۲۶ء

"اہلحدیث" کی افتراپردازی

مرکزی کارکنان سلسلہ پر اتہام ناروا

جماعت احمدیہ کے خلاف جن اوچھے اور زنگ خوردہ ہتھیاروں سے مخالفین حملہ آور ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ایسی گمنام و نشان تحریریں شائع کرتے رہتے ہیں۔ جن میں بالکل غلط اور جھوٹے الزام امام جماعت احمدیہ اور حضور کے خدام پر لگائے جاتے ہیں۔ اور جب الزام لگانیوالوں سے ثبوت طلب کیا جاتا ہے تو سوائے خموشی کے ان سے کچھ بن نہیں پڑتا۔

حال میں سلسلہ کے کمینہ دشمن اخبار "اہلحدیث" (۳۰ جولائی) نے "ایک احمدی کی دکھ بھری داستان" کے عنوان سے کسی گمنام شخص کی طرف سے کسی بے نام و نشان "پوسٹماسٹر" کے ساتھ مکالمہ درج کیا ہے۔ مکالمہ کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے۔ کہ اگر یہ مصنوعی اور خود ساختہ نہیں تو ایسے شخص کا ضرور ہے۔ جسے احمدیت کے ساتھ کچھ بھی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ چنانچہ "پوسٹماسٹر" کے مکالمہ کا پہلا فقرہ ہی یہ ہے کہ :-

"منشی صاحب۔ کیا آپ پاکپٹن کے میلہ پر جائینگے جو عنقریب آنے والا ہے۔"

آگے اس کا جواب یہ درج ہے :-

"نہیں جناب! میں کبھی میلوں تماشوں میں نہیں گیا کیا آپ جائینگے۔ کیا اس روز ڈاکخانہ میں رخصت ہو گی۔"

جواب میں پوسٹماسٹر صاحب فرماتے ہیں :-

"نہیں رخصت تو نہ ہو گی۔ لیکن میں ضرور رخصت لیکر اس جگہ جاؤں گا۔ اور باوا صاحب کی قبر کی زیارت کروں گا۔ اس جگہ جانا ضروری ہے کیونکہ مقدس جگہ ہے۔"

اگر بقیہ گفتگو کو نہ دیکھا جائے۔ صرف انہی الفاظ کو مدنظر رکھا جائے تو بھی ظاہر ہے کہ کسی احمدی کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نہیں نکل سکتے۔ خانقاہوں وغیرہ پر آج کل جو میلے لگتے ہیں اور ان میں جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں مشرکانہ حرکات اور افعال کے علاوہ فواحش کا ارتکاب نہایت کھلے طور پر کیا جاتا ہے۔ بے ہودہ گوئی مردوں عورتوں کا عام مشغلہ ہوتا ہے۔ اور شرعی احکام کی اس بے دردی اور بے پرواہی سے تذلیل کی جاتی ہے کہ الامان! ایسے میلہ میں "باوا صاحب کی قبر کی زیارت" کے بہانے سے شامل ہونا ہرگز کسی دیندار انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ قبر کی زیارت سال کے باقی ایام میں بھی ہو سکتی ہے۔ پھر میلے کے موقعہ کو اس کے لئے منتخب کرنے کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ان خرافات سے جو اس موقعہ پر وہاں ہوتی ہیں۔ نفسانی حظ حاصل کیا جائے۔ اور یہ کسی مومن کا کام نہیں ہو سکتا ☆

سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ کس قسم کا احمدی ہو گا۔ جو نہ صرف خود "میلہ" میں جانے کا اشتیاق ظاہر کر رہا ہے۔ بلکہ دوسرے کو بھی وہاں چلنے کی تحریک کر رہا ہے۔ اور دوسرا اسے یہ کہہ رہا ہے کہ "میں کبھی میلوں تماشوں میں نہیں گیا۔" گویا نامہ نگار اہل حدیث کے نزدیک بھی پاکپٹن کا میلہ تماشہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور جو شخص اہل حدیث کے نامہ نگار جتنا بھی میلوں تماشوں سے اجتناب نہیں کر سکتا وہ کس منہ سے احمدی کہلا سکتا ہے۔

پھر اس شخص کی طرف سے جو اور باتیں شائع کی گئی ہیں۔ ان سے بھی ظاہر ہے کہ وہ احمدی نہیں ہے یا صرف نام کا احمدی ہے۔ مثلاً مرکز سلسلہ میں رہنے والے لوگوں کے متعلق بدزبانی کرنے کے بعد کہتا ہے۔

"ان لوگوں سے خلیفہ وقت بھی بیزار ہے۔ لیکن کیا کرے۔ ڈرتا چوں نہیں کرتا۔ اگر ذرہ بھی ان کا مخالف ہو۔ تو فوراً ہی اس کو گھسیٹ کر تخت خلافت سے نیچے پھینک دیں۔"

معلوم نہیں ہوتا۔ جو شخص کبھی قادیان نہ آیا ہو۔ اور جو یہاں تک کہتا ہو۔ کہ "میں اس قدر بیزار ہوں کہ میں قادیان کا نام لینا بھی پسند نہیں کرتا۔" اسے یہاں کے ایسے حالات کس طرح معلوم ہو گئے۔ جو آج تک ان لوگوں کو بھی معلوم نہ ہو کر جو ہر وقت خفیہ طور پر یہاں کے حالات معلوم کرنے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔ دراصل یہ محض غلط بیانی اور فریب دہی ہے۔ اور اس کے لئے کسی علم اور واقفیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جو جی میں آیا۔ کہدیا۔ ہم "پوسٹماسٹر صاحب" سے اگر ان کی کوئی ہستی ہے۔ صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب ان کا یہ خیال ہے کہ لاہوری پارٹی نے جو کچھ کیا۔ ٹھیک کیا۔ کہ ان کی بیعت سے انکار کر دیا۔" تو وہ لاہوری پارٹی کے جماعت احمدیہ میں اس اثر اور رسوخ سے بھی خوب واقف ہوں گے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسے حاصل تھا۔ اور وہ یہ بھی ضرور جانتے ہونگے۔ کہ کس طرح اس پارٹی کے افراد سلسلہ کے مرکزی کاموں اور صیغہ جات پر قابض تھے۔ یہی گھمنڈ تھا۔ جس کی بناء پر اس پارٹی نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کو چھ سال تک تسلیم کرنے کے باوجود آئندہ کے لئے سلسلہ احمدیہ سے خلافت کو بالکل ہی اڑا دینے کی کوشش کی۔ اور ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگایا۔ مگر اس انسان کے مقابلہ میں جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اولوالعزم فرمایا۔ ان کی کیا حالت ہوئی۔ نہ ان کا اثر کام آیا اور نہ انہیں مرکزی صیغوں پر قابض ہونا کوئی فائدہ دے سکا۔ اور وہ جماعت سے اس طرح نکال دئے گئے۔ جس طرح مکھن سے بال۔ اگر کوئی انسانی طاقت اور کوشش حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو "تخت خلافت سے نیچے پھینک سکتی"۔ تو اس وقت ان لوگوں کا یہ حشر نہ ہوتا جو آپ کی مخالفت میں کھڑے ہوئے۔ اور جنہوں نے سالہا سال آپ کے خلاف کوششیں کیں۔ غور کرنے کی بات ہے۔ کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اسوقت جبکہ منصب خلافت پر کھڑے نہ ہوئے تھے۔ ان لوگوں سے نہ ڈرے۔ جو جماعت میں اپنے اثر اور رسوخ کی وجہ سے خلافت کو سرے سے اڑانا چاہتے تھے۔ اور آپ کو خدا تعالیٰ نے اس وقت ایسی قوت اور طاقت بخشی۔ کہ مخالفین خلافت آپ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے۔ تو آج کونسا عقلمند یہ تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں میں سے جنھوں نے آپ کے ہاتھ پر آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ آپ کو اپنا واجب الاطاعت امام تسلیم کیا۔ اور آپ کی غلامی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا۔ ایسے سورمے پیدا ہو گئے ہیں۔ جن کے ڈر کی وجہ سے آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگوں کے "سردار" کے طور پر مفتی محمد صادق صاحب کا نام لیا گیا ہے۔ جن کی تحریر اس بارے میں ہم پہلے شائع کر چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جب "سردار" کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے اس درجہ اخلاص اور محبت ہے۔ تو ان کے ماتحتوں کو کس قدر ہونا چاہیئے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ نہ کوئی اس قسم کا سردار ہے اور نہ ماتحت۔ مرکز میں کام کرنے والے سب کے سب خواہ وہ اپنے کام کے لحاظ سے بڑے ہوں یا چھوٹے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنا مطاع سمجھتے ہیں۔ اور اپنے ہر ایک کام میں حضور کی راہ نمائی کے محتاج رہتے ہیں ☆

اہل حدیث تو یہ کہتا ہے کہ امام جماعت احمدیہ صرف بُت کی طرح ہیں۔ دراصل کام کرنے والے لوگ اور ہیں۔ لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ مرکز کے اعلیٰ سے اعلیٰ کارکن جب اپنے متعلقہ اُمور کے متعلق مجلس عام میں حضور سے استصواب کرتے ہیں تو جو لوگ ان باتوں کو معمولی اور چھوٹا سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہوتا ہے کہ ایسی معمولی معمولی باتوں کے لئے حضور کو کیوں تکلیف دیجاتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سارے کے سارے کارکن اپنے تمام کاموں میں اپنے آپ کو اس روشنی اور نور کا محتاج پاتے ہیں جو منصب خلافت پر فائز ہونیوالے وجود کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں اہل حدیث کا الزام جس قدر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

بات یہ ہے کہ وہ لوگ جن کے دل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد سعادت مہد میں احمدیت کی ترقی اور سلسلہ کی عظمت کو بڑھتا دیکھ کر جلتے ہیں۔ وہ کوئی نہ کوئی اس قسم کی افترا پردازی کرتے رہتے ہیں۔ جس سے دشمنان سلسلہ کو خوشی حاصل ہو سکے لیکن اس قسم کی خوشی چونکہ عارضی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا نتیجہ پہلے سے بھی زیادہ جلن اور سوزش کی صورت میں نکلتا ہے۔

آریہ صاحبان اور موجودہ حکومت کے قوانین

ایک وقت تھا۔ جب آریہ صاحبان اپنے سوامی دیانند جی کے ان الفاظ کی عجیب و غریب تاویلیں کیا کرتے تھے۔ جن میں اُنہوں نے اپنے پیروؤں کو ہر اس سلطنت کے مٹانے اور تباہ کرنے کی تلقین کی ہے۔ جو آریوں کی نہ ہو۔ اگرچہ تا حال ان میں اتنی جرأت پیدا نہیں ہوئی۔ کہ اپنے رشی کے اس قسم کے احکام کی کھلم کھلا تعمیل کر سکیں۔ اور گورنمنٹ انگریزی کے احکام اور قوانین کی خلاف ورزی شروع کر دیں۔ گو ممکن ہے کہ خفیہ طور پر وہ اس بارے میں کوشش کرتے ہوں۔ تاہم اس قدر دلیری [illegible] ستیارتھ پرکاش کے اس قسم کے احکام کو بغیر اینچ پینچ صفائی کے ساتھ بیان کرکے ہیں۔ اور تحریر یہ بیان کر رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار پرکاش (۱۷ جولائی) اس بات کا ذکر کرتا ہوا کہ گورنمنٹ انگریزی آریوں کے خلاف کارروائی کرتی رہتی ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ وہ سمجھتی ہے۔

"اب موقع ہے کہ دیانند کے پیروؤں کو اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ کیونکہ کانگریس اور قوم پرست پارٹی کے وجود سے پہلے رشی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا۔ کہ سودیشی راج چاہے کتنا ہی اچھا ہو بدیشی سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے۔"

سوال یہ ہے۔ کہ جب ایک طرف دیانند جی کا یہ ارشاد ہے۔ اور دوسری طرف ان کا یہ حکم ہے۔ جو اسی ستیارتھ پرکاش میں درج ہے کہ:-

"بے علم۔ بے وقوف ویدوں کے نہ جاننے والے جو ڈاکٹر بتلائیں۔ ان کو کبھی تسلیم نہ کرنا چاہیئے۔" (ستیارتھ صفحہ ۲۶۳)

تو آریہ صاحبان اپنے رشی کے پیرو کہلاتے ہوئے گورنمنٹ انگریزی کے احکام اور قوانین کی پابندی کس طرح کر سکتے ہیں اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ ودیشی گورنمنٹ ہے۔ اور اس میں بھی کلام نہیں کہ اس حکومت کے حاکم ویدوں کے عالم تو الگ رہے۔ انھوں نے کبھی ویدوں کی شکل بھی نہ دیکھی ہوگی۔ پھر ان کے آئین کی ظاہری طور پر پابندی کیوں کی جاتی ہے۔

پھر یہ بات بھی تشریح طلب ہے کہ "سوراجیہ" جسے سوامی جی نے "ودیشی راج" سے بہتر بتایا ہے۔ اس سے کیا مُراد ہے۔ کیا یہ کہ اہل ہند کی اپنی حکومت۔ مگر یہ مراد تو ہو نہیں سکتی کیونکہ ہندوستان میں مسلمان۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ کروڑوں کی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو نہ صرف ویدوں کے عالم نہیں بلکہ ویدوں کو قابل عمل یا قابل تسلیم ہی نہیں سمجھتے۔ پھر دیانند جی کے بیان فرمودہ سوراجیہ میں انہیں کیونکر حصہ مل سکتا ہے۔

پس جس سوراجیہ کے خواب آریہ صاحبان دیکھ رہے ہیں اور جس کا ذکر ستیارتھ پرکاش میں ہے۔ وہ یہی ہے کہ بلا شرکت غیرے ہندوستان میں آریوں کی حکومت قائم ہو جائے۔ جس کے متعلق ہم تو خیال است و محال است و جنوں ہی کہیں گے۔

ہندو مسلم قضیہ کا فیصلہ اکھاڑہ میں

جمعیۃ العلماء بمبئی کے جلسہ میں مولوی فاخر صاحب الٰہ آبادی نے تقریر کرتے ہوئے ہندو مسلمانوں کے فسادات کے تصفیہ کی یہ صورت پیش کی کہ:-

"ایک میدان میں پانسو ہندو لائے جائیں۔ اس طرف ہم پانسو مسلمان لائینگے۔ پھر دیکھیں کون جیتا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی کہا

"اگرچہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے لیکن ان کے دلوں میں اسلام کی رُوح ہے۔ اور وہ زبردست سے زبردست دشمن سے بھی لڑ سکتے ہیں۔" (ٹائمز آف انڈیا)

ان الفاظ سے جہاں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف مقامات پر جا بجا مسلمانوں کا خون خرابہ کرانے کے باوجود مسلمان لیڈروں کے دل ٹھنڈے نہیں ہوئے۔ وہاں یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ مولوی فاخر وغیرہ دیدہ و دانستہ مسلمانوں کی طاقت کا اندازہ لگانے میں سخت غلطی کر رہے ہیں۔ اس وقت تک ہندو مسلم فسادات کا جو نتیجہ رُونما ہو رہا ہے۔ وہ بالفاظ ہمدم (۲۷ جولائی) حسب ذیل ہے:-

"مسلمانوں سے ہم بار بار کہہ چکے ہیں۔ اور اب پھر صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ فتنہ و فساد میں ضرر اصلی انہی کا نقصان زیادہ ہے۔ اس لئے اول تو فساد کے سلسلہ میں جو اتلاف جان ہوتا ہے۔ اس سے ان کی آبادی جو ہندوستان میں یوں ہی کم ہے ایک حد تک اور کم ہو جاتی ہے۔ دوسرے چونکہ اقتصادی حالت مسلمانوں کی بہت زیادہ نازک ہے۔ اس لئے فساد کے زمانہ میں تجارت و حرفت کا جو نقصان ہوتا ہے۔ اس کا اثر مسلمانوں پر سب سے زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ تیسرے ہندوؤں کے سنگھٹن مسلمانوں کی تنظیم سے زیادہ منضبط ہونے کی وجہ سے ہندوؤں کا پروپیگنڈا مسلمانوں سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ اور چونکہ اس معاملہ میں ہر طبقہ و خیال کے ہندو ایک ہو جاتے ہیں اس لئے حاکم و محکوم میں اور غیر متعلق لوگوں میں اور نیز بیرونی دنیا میں مسلمانوں سے بدظنی اور مخالفت بآسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ چوتھے۔ اور سب سے زیادہ نقصان دہ یہ امر ہے کہ فساد کے بعد جو مقدمہ بازی ہوتی ہے۔ اس میں مسلمان ہر طرح خسارہ میں رہتے ہیں۔ اس لئے کہ عدالتی عملہ زیادہ تر ہندو ہونے کی وجہ سے قدرتاً ہندوؤں کو جو سہولتیں بہم پہنچتا ہے وہ مسلمانوں کو نہیں حاصل ہوتیں۔ اور بڑے بڑے ہندو وکلاء ہندوؤں کی طرف سے بلا فیس کے پیروی کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں اور ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فساد میں پٹتے بھی مسلمان ہی زیادہ ہیں۔ اور مالی نقصان بھی مسلمانوں ہی کا زیادہ ہوتا ہے۔ اور عدالت میں سزا بھی مسلمان ہی زیادہ پاتے ہیں۔ اور پھر سب پر طرہ یہ کہ دنیا میں بدنام بھی مسلمان ہی زیادہ ہوتے ہیں۔"

ایسی حالت میں بھی اگر مسلمانوں کے مذہبی لیڈر ہندوؤں سے لڑا کر مسلمانوں کو غالب کرنا چاہیں تو ان کی دانائی اور عقلمندی کی کون تعریف کریگا۔

کالجوں اور سکولوں کے احمدی اُستادوں اور طلباء سے

آجکل کالجوں اور سکولوں میں تعطیلیں ہونے کی وجہ سے اساتذہ اور طلباء کو جو فراغت حاصل ہے اسے سیر و تفریح یا خانگی امور کی سرانجام دہی میں ہی صرف نہیں کر دینا چاہیئے بلکہ اس کا ایک حصہ تبلیغ احمدیت میں بھی لگانا چاہیئے۔ اگر ہر ایک احمدی استاد اور طالب علم اپنے لئے یہ فرض سمجھے کہ تعطیلات کے ایام میں کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ تبلیغ میں صرف کریگا تو بہت سے مقامات پر احمدیت کی تبلیغ نہایت آسانی اور سہولت کے ساتھ شروع ہو سکتی ہے۔

یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ آریہ کالجوں اور سکولوں کے استاد اور لڑکے رخصتوں کے سارے کے سارے ایام پرچار میں صرف کر دیتے ہیں اور دور دراز علاقوں میں اپنے خیالات کی اشاعت کے لئے چلے جاتے ہیں۔ احمدی طلباء اور اُستادوں کو ان سے بڑھ کر تبلیغ کے متعلق اپنے انہماک کا ثبوت دینا چاہیئے۔

مبایعین و غیر مبایعین میں اصلی مابہ النزاع کفر و نبوت نہیں مسئلہ خلافت ہے

(مرقومہ مولوی دوست محمد خاں صاحب ہجانہ بلوچ)

ذیل کی چٹھی خاکسار نے ایک لاہوری طریقت کے احمدی دوست کو لکھی تھی۔ بجائے اس کے کہ اس کا قلمی جواب مجھے بھیجا جاتا۔ اس کا جواب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی جانب سے پیغام صلح میں شائع کر دیا گیا۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا۔ کہ اصل چٹھی بھی جس کا جواب پریس میں دیا گیا شائع کر دی جائے۔

جماعت کے اندرونی اختلاف کے متعلق میرا نقطہ خیال دوسرے احمدیوں سے کچھ مختلف ہے۔ میری تحقیق میں اصل مابہ النزاع مسئلہ خلافت ہے۔ کفر و نبوت نہیں۔ لاہوری اکابر میں اس غلط آزادی کی رگ باقی تھی۔ جس کی ہوا اس زمانہ چل رہی ہے۔ اور انہوں نے خلیفہ اولؓ کے آنکھیں بند کرتے ہی خلافت کے جوئے سے نکلنے کی ٹھان لی۔ ایسے وقت پر اگر لاہوری حضرات مسلک خلافت سے اپنی تبدیلی کا اعلان کرتے۔ تو ان کی گمراہی الم نشرح ہوتی۔ اور اس صورت میں ان کو مدافعانہ مقام پر کھڑا ہونا پڑتا۔ مگر انہوں نے چالاکی سے گوریٹ[1] کی چال اختیار کی۔ اور اس چال کے مطابق شدت سے یہ سوال کھڑا کر دیا۔ کہ محمود میرزا کا مذہب کفر و نبوت میں بگڑ گیا ہے۔ چونکہ قادیانی جماعت پر یہ ایک سنگین الزام تھا اسلئے وہ اس کی صفائی میں الجھ گئے۔ اور ایسے الجھے۔ کہ ان کو یہ ہوش ہی نہ رہی۔ کہ ان کی حیثیت جارحانہ ہونی تھی نہ کہ مدافعانہ۔ اس خاکسار کو بفضلہ حضرت مسیح موعود کے ماننے میں کبھی ایک لمحہ کیلئے تذبذب نہ ہوا تھا۔ مگر اس الجھن میں بدقسمتی سے کئی سال تک مبتلا رہا۔ اور تشفی نہ ہوتی تھی۔ کہ حق کس طرف ہے۔ اور یہ دھوکہ ہزاروں بھائیوں کے ابتلا کا موجب ہوا۔

غیر مبایعین کا چھ سالہ مسلک

میرا مطلب یہ ہے۔ کہ چھ سال تک جماعت کا یہ متفق علیہ مسلک رہا ہے۔ کہ جماعت کا ایک خلیفہ ہونا چاہیئے۔ جو واجب الاطاعت ہو۔ حَکَم ہو۔ چنانچہ تمام جماعت نے جن میں لاہوری اکابر بھی شامل ہیں۔ مامور سے شرف بیعت رکھتے ہوئے خلیفہ اولؓ کے ہاتھ پر پھر بیعت کی۔ مسجد کانپور کے کیس میں جب مسلمانوں میں ایجیٹیشن شروع ہوا۔ تو لاہوری اکابر نے خلیفہ کی طرف رجوع کر کے پوچھا۔ کہ ہمیں اس بارے میں کیا روش اختیار کرنی چاہیئے اس کے مطابق کاربند رہے۔ مسلم یونیورسٹی کا وفد کوئٹہ جانے لگا۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں نے خواجہ صاحب کو شمولیت وفد کے لئے مدعو کیا۔ خواجہ صاحب نے جواب دیا۔ ہم ایک امام کے ماتحت ہیں۔ اس کے حکم کے بغیر ہمارا ہلنا ناممکن ہے۔ صاحبزادہ نے خلیفہ سے اجازت حاصل کی۔ تب خواجہ صاحب شامل وفد ہوئے۔ اور کوئٹہ سے واپس ہوتے ہوئے خلیفہ کو لکھا۔ کہ ہماری اطاعت امام و وحدت قومی پر علی گڑھی گروہ عش عش کرتا رہا۔ اور کہتا رہا۔ کہ ترقی کا اصلی گر یہی ہے۔ مگر خلیفہ اولؓ کے وفات پاتے ہی لاہوری حضرات نے اپنے اس مذہب کو جس پر چھ سال تک بلا اختلاف عامل رہے۔ یکدم خیرباد کہتے ہوئے یہ بدعت نکالی۔ کہ احمدیوں کا کوئی متبوع و خلیفہ نہ ہونا چاہیئے۔ نہ ہی احمدی اس کی بیعت کے پابند ہوں اور صرف صوفیاء کی طرز پر مختلف علاقوں میں مختلف خلفاء مقرر ہوں۔ جو غیر احمدیوں کے داخل جماعت ہونے کا عہد لیں۔ گویا جماعت کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دینا چاہیئے۔

غیر مبایعین اور تبدیلئے عقیدہ

اگر لاہوری بزرگان اجتہاداً ایسی تبدیلی مذہب کا اعلان کرتے۔ تو کم از کم مجھے ان کی دیانتداری پر شبہ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہ آتی۔ مگر اب میں اپنی سمجھ کے مطابق ان کی اس روش کو عیاری پر محمول کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنی تبدیلئے مذہب کا اعلان تو درکنار اپنی تبدیلیٔ مذہب کو وہ تسلیم ہی نہیں کرتے۔ اور بیان کرتے ہیں کہ ہمارا مذہب اب بھی وہی ہے۔ جس پر ہم وفات مسیح موعود کے وقت سے چل رہے ہیں۔ اور اپنی علیحدگی از جماعت کا موجب صرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مسائل کفر و نبوت کو قرار دیتے ہیں۔ اور بڑی گریہ و بکا سے اظہار کرتے ہیں۔ کہ آپ کی تبدیلی مذہب ہی نے شیرازہ جماعت بلکہ شیرازۂ اسلام کو دھاگہ دھاگہ کر کے بکھیر ڈالا ہے۔ جس طرح مخنث (ہیجڑے) رونے والے اشخاص سادہ لوح لوگوں کی نظروں میں بڑے محب و فدائیان دین سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس طرح پر کئی جاہل لوگ ان کے دام میں پھنس جاتے ہیں۔ یہ نہ جانتے ہوئے کہ یہ سب چیخیں خلافت نبوی کی بیخ کنی پر مبنی ہے۔ لاہوری بزرگان کی اس روش کو گستاخی معاف! میں اس طریق سے تشبیہ دیتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا کفر و نبوت میں عقیدہ صحیح ہے یا غلط بہرحال اس کو لاہوری بزرگان کی وجہ علیحدگی از جماعت اور ان کی سچائی کے معیار کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ کفر و نبوت کی بحث ایک جدا بحث ہے۔ جس میں اپنے مدعا کو اخیر تک لے جانے کی غرض سے اس وقت نہیں پڑوں گا۔ یہ ضرور نہیں۔ کہ ایک فریق کا بطلان فریق ثانی کی سچائی کی دلیل ہو۔ اگر بالفرض قادیانیوں کو مسئلہ کفر و نبوت میں گمراہ سمجھا جائے۔ تو اس سے لاہوریوں کی صداقت نہیں ثابت ہو جاتی۔ لاہوریوں نے سارا زور قادیانیوں کے ثبوت الزام مسائل کفر و نبوت ہی پر لگا یا ہوا ہے اپنے عقائد کی سچائی ثابت کرنے بلکہ اپنے عقائد کو صاف کرنے سے وہ قاصر رہے ہیں۔

لاہوریوں کا یہ دعویٰ کہ انہوں نے کوئی تبدیلئے مذہب نہیں کی۔ میں تب مانتا۔ جب دیکھتا کہ وہ قادیانیوں سے الگ ہو کر مسئلہ خلافت میں اسی مسلک پر ثابت قدم رہے ہیں۔ جو چھ سال اختیار کر رکھا تھا۔ یعنی قادیانیوں سے جدا ہو کر اپنے ہمخیال گروہ میں سے حسب سابق ایک خلیفہ بنایا ہوتا۔ اور سب نے اس کی بیعت کی ہوتی۔ اور اس کو واجب الاطاعت امام کا درجہ دیا ہوتا۔ اور تمام مہمات پیش آمدہ میں اس کو اپنا حَکَم اختیار کیا ہوتا۔

مسئلہ خلافت کی اہمیت

واضح رہے۔ کہ مسئلہ کفر و نبوت کی حیثیت ایک لفظی نزاع سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ خود مسیح موعودؑ نے بھی اس پر لفظی نزاع کا لفظ بولا ہے۔ الا مسئلہ خلافت ایسا اہم مسئلہ بطور ریڑھ کی ہڈی کے ہے۔ جس پر تنظیم جماعت قومی وحدت اور زندگی سلسلہ کا انحصار ہے۔ اور جس میں ذرہ کی لغزش بربادی جماعت کے ماسوائے اور کوئی نرم نتیجہ نہیں نکال سکتی۔

حضرت خلیفۂ اولؓ نے بعض طبائع میں اندرونی طور پر مسئلہ خلافت کے خلاف فاسد خیالات پکتے دیکھ کر جس سختی کے ساتھ اس مسئلہ کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ اس کے لئے ان کی زندگی کے آخری سالوں کا لٹریچر بالخصوص شاہد ہے۔ جس کے مطالعہ کی طرف میں آپ کو تاکیدی توجہ دلاتا ہوں۔ بطور مثال اس لیکچر کا کچھ اقتباس لکھتا ہوں۔ جو خلیفۂ اولؓ نے احمدیہ بلڈنگس لاہور کی مسجد میں کھڑے ہو کر دیا تھا۔ فرمایا:۔

"تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ محمد رسول صلعم کے بعد ایک کیا۔ پھر اس کے مرنے کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔ اس نعمت کی قدر کرو۔ اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ آج بھی کسی نے کہا ہے کہ خلافت کے متعلق بڑا اختلاف ہے .... میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا اخلاقی و روحانی فائدہ پہنچتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا۔ اور تمہاری گردنیں اس کے آگے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فضل کے بعد بھی تم اس پر بحث کرو۔ تو سخت حماقت ہے ......"

[1] گوریٹ ایک پہاڑی جانور کا نام ہے۔ جب کوئی شخص اس کے قریب پہنچنے لگتا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ گوریٹ مٹی اچھال کر اپنے حریف کے منہ پر مارتا ہے۔ جس سے اس کا حریف آنکھوں میں غبار پڑتے ہی فوراً عارضی اندھا ہو جاتا ہے۔ اور گوریٹ مقابلے میں فوراً کامیاب ہو جاتا ہے۔

میں نے تمہیں بارہا کہا ہے۔ اور قرآن مجید سے دکھایا ہے۔ کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ آدمؑ کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالےٰ نے۔ فرمایا انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ۔ اس خلافت آدمؑ پر فرشتوں نے اعتراض کیا۔ کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور مسفک الدم ہو گا۔ مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید پڑھ لو۔ کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے۔ اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو۔ تو میں اسے کہدوں گا۔ کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ۔ تو بہتر ہے۔ اور اگر وہ ابیٰ و استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے۔ تو پھر یاد رکھے۔ کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے۔ تو سعادت مند فطرت اسے اسجدوا لآدم کی طرف لے آئے گی۔ اور اگر ابلیس ہے۔ تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا۔ پھر دوسرا آدم داؤد تھا . . . .

پھر اللہ تعالےٰ نے ابوبکرؓ۔ عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنایا۔ رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں۔ مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مجھے بھی خدا تعالےٰ ہی نے خلیفہ بنایا ہے۔ یہ وہ مسجد ہے۔ جس نے میرے دل کو بہت خوش کیا . . . . میں پھر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ جس طرح پر آدمؑ داؤدؑ ابوبکرؓ و عمرؓ کو اللہ تعالےٰ نے خلیفہ بنایا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے ہی مجھے خلیفہ بنایا ہے ؛

اگر کوئی کہے۔ کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو پھر سن لو۔ کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا۔ اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں۔ کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے۔ کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے . . . . خلافت کی جو بحث تم چھیڑتے ہو۔ یہ رفض کا شعبہ ہے۔ جس کی بنیاد رافضیوں نے رکھی ہے۔ یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہیئے۔ کہ بھیرہ کا رہنے والا خلیفہ ہو گیا۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ یہ خدا پر لگیں گی۔ جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔ یہ لوگ ایسے ہی ہیں۔ جیسے رافضی ہیں۔ جو ابوبکر۔ عمر رضی اللہ عنہما پر اعتراض کرتے ہیں . . . . .

تیسری بات یہ ہے۔ کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خلافت کے کام میں روک لاہور کے لوگ ہیں۔ میں نے قرآن کریم اور حدیث کو استاد سے پڑھا ہے۔ اور میں دل سے انہیں مانتا ہوں۔ میرے دل میں قرآن و حدیث صحیح کی محبت بھری ہے سیرۃ کی کتابیں ہزاروں روپے خرچ کر کے لیتا ہوں۔ ان کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی میرا ایمان ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے۔ تو کوئی اس کو نہیں روک سکتا۔ آدمؑ و داؤد علیہ السلام کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا۔ اور پھر اپنی سرکار صلعم کے خلیفہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے۔ ٹھیک اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا۔ اب اور سنو۔ انا جعلنا کم خلائف فی الارض۔ تم سب کو بھی اللہ تعالےٰ نے ہی خلیفہ کیا۔ مگر یہ خلافت اور رنگ کی ہے۔ پس جب کہ خلیفہ بنانا اللہ تعالےٰ ہی کا کام ہے۔ تو کسی اور کی کیا طاقت ہے۔ کہ اس کے کام میں روک ڈالے۔ لاہور میرا گھر نہیں۔ میرا گھر بھیرہ میں تھا۔ یا اب قادیان میں ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ لاہور کا کوئی آدمی نہ میرے امر خلافت میں روک بنا ہے نہ بن سکتا ہے۔ پس تم ان پر بدظنی نہ کرو۔ میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے۔ میں تم کو سمجھاتا ہوں۔ کہ خلافت کیسری کی دُکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے۔ اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہو گا۔ جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔ تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ میں تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں۔ اور نہ کسی میں طاقت ہے۔ کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے۔ تو یاد رکھو۔ میرے پاس ایسے خالدؓ بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دینگے"

غیر مبایعین اور مسئلہ خلافت

خلاصہ یہ کہ خلیفہ اوّلؓ نے خلافت سلسلۂ احمدیہ کو بعینہٖ مطابق منہاج خلافت رسول اللہ صلعم اور اپنی خلافت کو مثل خلافت حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ قرار دیا ہے۔ خلیفہ اوّلؓ لاہوری بزرگان کا مرشد تھا۔ امام و مطاع تھا۔ اس نے لاہوری مرکز کی مسجد میں کھڑے ہو کر یہ تقریر فرمائی۔

بلکہ لاہوری حضرات حضرت خلیفہ اوّل کو یقین دلاتے تھے کہ خلافت کے بارے میں ہمارا مذہب وہی ہے۔ جو جماعت کے دوسرے آدمیوں کا ہے۔ اور ہم پر لوگ بدظنی کرتے ہیں۔ اس لئے حضرت خلیفہ اوّل نے بھی ان کے بارے میں حسن ظنی سے کام لینے کی ہدایت فرمائی ہے کیا ان حالات کے ہوتے ہوئے لاہوریوں کا یہ بیان صحیح ہو سکتا ہے کہ خلافت کے مسئلہ میں ہم نے کوئی تبدیلی مذہب نہیں کی۔ اور پہلے سے ہمارا مذہب وہی رہا ہے جو آج ہے ؛

جس کا اقتباس اوپر درج ہے۔ اور اس کی کوئی زبانی یا تحریری تردید لاہوری بزرگوں نے اس وقت نہ کی اور خاموشی اختیار کی۔ بلکہ اپنی صفائی دیتے رہے۔ کہ خلافت کے مخالفانہ خیالات جن کا اشارہ حضرت کے لیکچر میں ہے۔ ہمارے نہیں ہیں ؛

ان حالات کے ہوتے ہوئے کیا کچھ گنجائش باقی رہجاتی ہے۔ کہ لاہوری حضرات مسئلہ خلافت میں اب کوئی نئی تعبیر و تاویل کریں۔ اور کوئی عقلمند و انصاف پسند آدمی اس کو قبول کرے۔ خلاصہ یہ کہ مسئلہ خلافت کے بارے میں لاہوریوں کی تبدیلئ مذہب یا گونہ ارتداد اظہر من الشمس ہے ؛

برادر من! یہ میرے خیالات ہیں۔ جو میں نے آپ کے چھیڑنے پر ظاہر کئے ہیں۔ لاہوری حضرات کے ساتھ محبت ہے۔ گو جب میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ معصوم خلیفۂ ثانی پر بری طرح زہر اگلتے ہیں۔ تو مجھے ضرور قلق ہوتا ہے۔ لیکن اس اختلاف کے ہوتے ہوئے میں ان کے عظیم الشان ایثار و انہماک اشاعت اسلام کو دیکھکر دل سے ان کی عزت کرتا ہوں۔ اور آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ آپ براہ مہربانی ٹھنڈے دل سے میرے ان خیالات پر غور فرما دیں۔ اگر تسلیم کر لیں۔ تو جزائے خیر ہو گی۔ اگر کچھ جواب دینا چاہیں تو یاد رکھیں۔ کہ میں غیر مقلدوں والی طرز کا جواب سننے کے لئے تیار نہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق بخشے کہ جس تقویٰ کو مد نظر رکھ کر میں نے یہ عریضہ لکھا ہے۔ آپ بھی اسی تقویٰ سے کام لے کر اس سے فائدہ اٹھائیں۔

خلافت مسیح موعودؑ سے مراد

میری اس چٹھی کے جواب میں میرے مخاطب دوست نے لکھا۔ کہ "خلافت مسیح موعود سے آپ کی کیا مراد ہے۔ اور آپ اس کی تعریف حضرت صاحب کی اس تعلیم کے ماتحت فرما دیں۔ کہ اولوالامر کی تحریر قرآن و حدیث کے بعد حکم ہو سکتی ہے۔ اس کے جواب میں میری چٹھی کی نقل یہ ہے :-

خلافت سے مراد وہی ہے۔ جو وفات مسیح موعود سے چھ سال تک بالاتفاق لی جاتی رہی۔ یہ درست نہیں کہ حَکَم کی تحریر قرآن و حدیث کے بعد قابل قبول ہے۔ بلکہ حق یہ ہے۔ کہ حَکَم ہی صحیح مفسر قرآن و حدیث کا ہو سکتا ہے۔ چھ سال کے تعامل سے قرآن و حدیث و احکام مسیح موعود کی تفسیر پوری تطبیق سے ظاہر ہے۔ اگر تعامل کو چھوڑا جائے۔ تو اسلام کے بڑے حصے کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا تھا۔ کہ میں غیر مقلدوں کی طرز کا جواب سننے کے لئے تیار نہیں۔ اور آپ غیر مقلدوں کی طرز کا جواب دینے کی طرح ڈال رہے ہیں بروئے قرآن شریف و حدیث خلافت کیسی ہونی چاہیئے؟ یہ سوال بوقت وفات مسیح موعودؑ ہی اٹھانا جائز تھا۔ لاہوری بزرگ

کو چھ سال کے بعد قرآن و حدیث یاد آیا۔ مولانا! یہ محال ہے کہ لاہوری حضرات اپنے چھ سال کی گمراہی کا اقبال بھی نہ کریں اور قرآن و حدیث کی آڑ لیکر عہدہ برآ ہو سکیں۔ ہم کو قرآن و حدیث سے انکار نہیں۔ مگر یہ طریق غیر مقلدوں کا ہے۔ جب تک لاہوری حضرات تواتر و تعامل سلسلہ کا ردّ نہ کریں۔ قرآن و حدیث سے مختلف معانی کا استنباط اب ان کو کون کرنے دیتا ہے۔ لاہوری حضرات ہزار چالوں سے اپنا ارتداد چھپائیں۔ نہیں چھپ سکتا۔ توضیحاً عرض ہے کہ اگر لاہوری حضرات اجتہاداً خلافت کے کوئی جدید معنے کریں تو وہ ضرور نظر انصاف سے قابل غور ہو سکتے ہیں۔ مگر اول کھولکر اظہار کر دیں۔ کہ پہلے ہمارا یہ مذہب تھا۔ اب ہم اجتہاداً اس کے دوسرے معنے کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ اس قسم کا اقبال بھی نہ کریں۔ بلکہ اصرار کریں کہ ہمارا مذہب خلافت کے بارے میں روز اوّل سے یعنی وفات مسیح موعود سے یہی رہا ہے۔ جو آج ہے۔ تو ان کی اس روش کو میں دیانتدارانہ نہیں کہہ سکتا۔ اور میری طبیعت کسی حسن ظنی پر راغب نہیں ہو سکتی ۔

خاکسار دوست محمد حجانہ ۔

کیا یسوع مسیح زندہ ہیں؟

(۱)

یہ سوال عیسائیت کی زندگی و موت کا سوال ہے نصاریٰ کے اس دعوی پر کہ "یسوع مسیح زندہ ہیں" بارہا مطالبہ ہوا کہ اس کا عملی ثبوت دو۔ جس کے جواب میں ہمیشہ "صدائے برنخواست" والا معاملہ رہا ہے۔ اخبار نور افشاں ۱۸ جون ۲۶ء میں "یسوع مسیح زندہ ہے" کا عنوان دیکھ کر ہمیں اُمید ہوئی کہ شاید کوئی دلیل بیان کی گئی ہوگی۔ مگر پڑھکر مایوسی میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ یہ "کوہ کندن و کاہ برآوردن" والی مثال تھی۔ جس کی حقیقت یوں ہے۔ کہ کوئی ڈاکٹر دتا صاحب رپن ہسپتال شملہ میں بیمار تھے۔ انہوں نے مسیح کو خواب میں دیکھ لیا اور یہ کہتے سُن لیا کہ "لے یہ کھالے اور تھوڑا اور صبر کر" ۔ دبس۔ اس ہی مسیح کی غیر معمولی زندگی کا کونسا کرشمہ تھا۔ جس پر عیسائی نامہ نگار کو فخر ہے۔ کیا فوت شدہ رُوحیں خواب میں نہیں آجایا کرتیں۔ لطف تو تب تھا۔ کہ ڈاکٹر صاحب فوراً اچھے ہو جاتے۔ اور ہسپتال چھوڑ دیتے مگر نہیں۔ "تھوڑا اور صبر کر" کے الفاظ ہی اس کے مخالف تھے۔ حالانکہ ایماندار وں کی علامات میں یہ لکھا ہے "وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائینگے" (مرقس ۱۶/۱۸)

(۲)

ڈاکٹر صاحب آخر میں فرماتے ہیں :- "یہ تجربہ صرف میرا ہی نہیں ہے۔ بہت سے عیسائیوں کا ہے۔ اور مبارک ہیں وہ بندے جو بغیر دیکھنے کے ایمان اور روح اور عقل کے ساتھ خداوند مسیح کی زندگی میں شریک ہو کر اس کو لوگوں کے سامنے فی زمانہ دکھاتے ہیں"۔ ہمیں تو معلوم نہیں کہ وہ بزرگ ترین ہستیاں کس جگہ مکین ہیں۔ "جو مسیح کی زندگی میں شریک ہو کر اس کو لوگوں کے سامنے فی زمانہ دکھاتے ہیں"۔ کیا ان میں سے کچھ بقید حیات بھی موجود ہیں۔ اگر ہیں تو وہ کس وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ میدان میں آئیں۔ اور مسیح کی زندگی کو عملی طور پر ثابت کریں۔ تاکہ حق و باطل میں فیصلہ ہو جائے۔ اگر ڈاکٹر صاحب موصوف کے لئے یہ عام خواب فی الواقع "ایمان کی مضبوطی کا باعث ہو" تو وہ مخلوق خدا پر گراں بہا احسان کرینگے۔ کہ اس قحط الرجال کے زمانہ میں مرد میدان بنکر مسیح کی انوکھی زندگی اور اپنے "مضبوط ایمان" کو پڑتال کی کسوٹی پر رکھیں گے۔ ہاں یہ یاد رہے کہ اس جگہ لفظی ایمان درکار نہیں۔ بلکہ وہ ایمان مطلوب ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں :-

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں۔ وہ بھی کریگا۔ بلکہ ان سے بھی بڑے کرے گا" (یوحنا ۱۴/۱۲)

"میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا۔ اور وہ چلا جائیگا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہو گی" (متی ۱۷/۲۰)

(۳)

حیرانی کا مقام ہے کہ ان دنوں عیسائی اصحاب حقائق ثابتہ سے کنارہ کش ہو کر محض ادہام کی اتباع کرنا ہی کافی دلیل تصور کرتے ہیں۔ بھلا دیکھئے کہاں ایک بیمار کا مفید مطلب خواب اور کہاں یسوع مسیح کی زندگی کا بیّن ثبوت؟ مگر ایڈیٹر صاحب نور افشاں "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کے مطابق اسی کو بسا غنیمت سمجھ کر بڑے طمطراق سے شائع کرتے ہیں بلکہ اس پر بڑے زور کے ساتھ حاشیہ آرائی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"واقعی یہ شہادت ہر ایک مسیحی کی پاک زندگی کی ہے۔ کہ یسوع مسیح زندہ ہے۔ جس نے ہم مردوں کو زندہ کیا ہے"

گویا مسیح کی زندگی کا ثبوت مسیحی صاحبان کی "پاک زندگی" ہے۔ مگر افسوس ہے ایڈیٹر صاحب اس حقیقت پر پردہ نہیں ڈال سکتے کہ عیسائیت سے اب وہ "طہارت و پاکیزگی" عنقا ہو گئی ہے۔ اور روحانیت عامل عیسائیوں کے میں کبریت احمر سے بڑھکر نایاب ہے۔ بلکہ "رائی کے دانے برابر ایمان" کا ثبوت بھی وہ نہیں دے سکتے۔ پس ان کی زندگی کن معنوں سے ہے؟ اور وہ کیونکر مسیح کی زندگی کے لئے برہان ٹھہر سکتے ہیں ۔

(۴)

مسیحی صاحبان کی رُوحانی زندگی کی کسوٹی تو حضرت مسیح یسوع کے الفاظ میں اوپر درج ہو ہی چکی ہے۔ لیکن تاہم عیسائی دوست بھی اس امر میں ہمارے ہم آہنگ ہیں۔ گو وہ خوف دُنیا سے اس کو ببانگ دہل ادا نہ کریں۔ لیکن اقرار کے سوائے کوئی چارہ بھی نہیں۔ چنانچہ ایڈیٹر صاحب نے خود اسی اشو میں لکھا ہے :-

"مسیحی خاندان خدا کی چھوٹی چھوٹی کلیسیائیں ہیں۔ جو مسیحی والدین کی نگرانی میں رکھی گئی ہیں۔ اگر یہ خاندان کلیسیائیں مسیحیت میں زندہ ہیں۔ تو مسیحی جماعت کو زندہ سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ اسے مردہ خیال کرنا چاہیئے"

"اگر زمانہ حال میں مسیحی جماعت کی دینی حالت تسلی بخش نہ ہو۔ تو اس کی وجہ اس جماعت کے خاندانوں میں اور اسی خاندان کے افراد میں تلاش کرنا چاہیئے" (صـ۳)

ہر دو عبارتیں بالوضاحت ہمارے مدعا کو ثابت کر رہی ہیں۔ اندریں حالات محقق عیسائیوں کو "مسیحی جماعت کو مردہ خیال کرنا چاہیئے" اور یہ بات یسوع مسیح کی موت پر زبردست دلیل ہے۔ پس "نور افشاں" کا "یسوع مسیح زندہ ہے" لکھنا محض ایک مغالطہ اور بے حقیقت دعویٰ ہے ۔

خاکسار ۔ اللہ دتا جالندہری (مولوی فاضل) قادیان۔

ووکنگ مشن کی حالت

ایک غیر احمدی ڈاکٹر صاحب جنہوں نے کچھ عرصہ سے ولایت میں مستقل سکونت اختیار کر لی ہے۔ اور جہاں انکی اچھی پریکٹس اور شہرت ہے۔ اپنے ایک تازہ خط میں جو انہوں نے اپنے ایک دوست کو لکھا ووکنگ مشن کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"پچھلے اتوار میں ووکنگ گیا۔ وہاں انہوں نے اب بالکل انگریزی دستور خطبہ وغیرہ کا اختیار کر لیا ہے۔ مسجد اور گرجے میں فرق مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اور سب عادتیں بھی کرانیوں کی سی ہیں یہ لوگ مسٹر مصطفیٰ کمال پاشا کے معتقد ہیں۔ اور مسٹر خالد شلڈریک نے یہاں تک کہا ہے کہ اگر رسُول خدا اس زمانہ میں زندہ ہوتے تو وہ عورتوں کی کمر میں ہاتھ ڈالکر ناچنے کی فی الفور اجازت دیدیتے" ۔

مولوی عبد الحلیم صاحب شرر کی رائے

کتاب "بہائی مذہب کی حقیقت" پر

لکھنؤ کے مشہور اہل قلم اور فسانہ نگار مولوی عبد الحلیم صاحب شرر نے اپنے رسالہ دلگداز بابت ماہ جون ۱۹۲۶ء میں حسب ذیل ریویو کتاب بہائی مذہب کی حقیقت پر فرمایا ہے :۔ (ایڈیٹر)

"آج کل احمدیوں اور بہائیوں میں مقابلہ و مناظرہ ہو رہا ہے اور باہم ردّ و قدح کا سلسلہ جاری ہے۔ ان دونوں مسلکوں میں ظاہری اختلاف تو یہ ہے۔ کہ احمدی فرقے والے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مسیح و مہدی موعود ہونے کے مدعی ہیں۔ اور بہائی میرزا علی محمد باب کو وہ مہدی بتاتے ہیں۔ جن کے ظہور کا وعدہ کیا گیا ہے۔ مگر دونوں میں اصلی فرق یہ ہے۔ کہ احمدی مسلک شریعت محمدیہ کو اسی قوت و شان سے قائم رکھ کر اس کی مزید تبلیغ و اشاعت کرتا ہے۔ اور بہائی مذہب شریعت عرب کو ایک منسوخ شدہ غیر واجب الاتباع دین بتاتا ہے ٭

کہنے کے لئے تھوڑا سا ظاہری اختلاف ہے۔ لیکن حقیقت میں دیکھئے۔ تو بہائی یا بابی مذہب دین اسلام کے مقابل ایک نیا دین ہے۔ جس نے احکام شرع و عقائد اسلام کے ردّ و بدل ہی تک کفایت نہیں کی۔ بلکہ نبوت محمدی کو بالکل بیکار کر دیا۔ یہ مذہب دراصل اس قدیم مخالفت و عداوت کا ایک نیا مظہر ہے جو ایرانیوں کو عربوں کے ساتھ چلی آتی ہے۔ جس میں در پردہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ عرب کی فوقیت پر خط نسخ کھینچ کے ایران کو دنیا کا مذہبی مرجع بنا دیا جائے۔ اس تحریک کی بنیاد مذہب شیعہ نے (جس کا گہوارہ ارض فارس میں ہے) پہلے ہی سے ڈالنی شروع کر دی تھی۔ چنانچہ نجف و کربلا کو حرمین شریفین پر اور آب فرات کو آب زمزم پر فضیلت دیدی گئی۔ جیسا کہ مستند مجتہدین شیعہ کی تحریروں سے ظاہر ہے۔

اس کے مقابل احمدیت رسول آخر الزمان کی رسالت اور پیغمبر عرب کی شریعت کو اسی قدیم شان پر برقرار رکھ کے آیات و احادیث کی تحقیق ایک نئے اصول سے کرتی ہے۔ جس کا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کو ایک نبی مجتہد فی المذہب یا پیغمبر پیرو شریعت ماسبق ثابت کیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ بابیت اسلام کے مٹانے کو آئی ہے۔ اور احمدیت اسلام کو قوت دینے کے لئے۔ اور اسی کی برکت ہے کہ باوجود چند اختلافات کے احمدی فرقہ والے اسلام کی ایسی سچی اور پُر جوش خدمت ادا کرتے ہیں۔ جو دوسرے مسلمان نہیں کرتے۔

اسی سلسلے میں مولوی فضل الدین صاحب احمدی نے جو قادیان کے ایک قابل پلیڈر ہیں۔ مع ٹائٹل پیج کے ۱۲۴ صفحہ کا یہ رسالہ بابی اور بہائی مذہبوں کی تردید میں شائع کیا ہے۔ جس میں بہائی شریعت کے عقائد و احکام کو بتایا گیا ہے۔ کہ وہ شریعت اسلامیہ کے کس قدر خلاف ہیں۔

بہائی عقائد کو دیکھ کر عربی و عجمی سرشت کا یہ فطری امتیاز آشکارا ہو جاتا ہے۔ کہ عرب کی آزادی توحید کے آگے مخلوق پرستی کو کلیتہً مٹاتی ہے۔ مگر عجمی حاکم پرستی اپنے پیشواؤں کے آگے سجدہ کراتی۔ اور ان کی قبروں کو پجواتی ہے۔ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے آگے کسی کو سجدہ کرنے نہیں دیا۔ اور بانی ملت بہاء خدا کو طاق پر رکھ کے خود معبود بن گیا۔ اور اس کے روضے کی پرستش ہونے لگی۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ اگرچہ بہائیت ایک نیا اور اسلام سے جدا نکلا ہوا مذہب ہے۔ مگر بابیوں کی نظر کے سامنے چونکہ اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہ تھا اور نہ ان کے دماغ میں کوئی جدت اور تازگی تھی۔ لہذا اس نئے مذہب کی داغ بیل عربی دین اور محمدی شریعت ہی پر ڈالی گئی ہے ٭

رسالہ کے مضامین پر تفصیلی بحث کرنے کی ہمیں فرصت نہیں ہے۔ لیکن یہ بتا دینا ضروری ہے۔ کہ مولوی فضل الدین صاحب نے یہ کتاب نہایت قابلیت سے لکھی ہے۔ زبان نہایت پاکیزہ اور شستہ ہے۔ اور بجز دو تین جگہوں کے مجھے کسی فقرے اور محاورے میں شبہ نہیں ہوا۔ کاغذ اچھا لگایا گیا ہے۔ لکھائی اور چھپائی بھی اچھی ہے۔ قیمت ہمیں معلوم نہیں ٭

جن حضرات کو مذہب بابی و بہائی کی تاریخ اور اس دین کے عقائد و احکام معلوم کرنے کا شوق ہو۔ اس رسالہ کو منگوا کے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ چونکہ ہمیں دلچسپ معلوم ہوا۔ لہذا امید ہے کہ ہمارے ناظرین کو بھی دلچسپ معلوم ہوگا ٭"

مالی فائدہ اور ثواب کا کام

ہمارے مکرم بھائی سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب ساکن الہ دین بلڈنگس اکسفورڈ سکندر آباد دکن نے انگریزی زبان میں جو کتاب خلاصہ آیات و احادیث تالیف کی ہے۔ وہ اب چوتھی بار شائع ہوئی ہے سیٹھ صاحب کی تجویز ہے کہ جو بھائی بیکار ہوں یا اس کام کے لئے فرصت رکھتے ہوں۔ وہ ریلوں میں اور ریل کے بڑے اسٹیشنوں میں بطور پھیری کے مسافروں کے درمیان اس کتاب کے فروخت کرنے کی کوشش کریں۔ ان کو نصف قیمت بطور کمیشن دیجائیگی۔ علاوہ ازیں یہ ایک تبلیغی کام ہے۔ اور موجب ثواب ہوگا۔

ایک یورپین نو مسلمہ کا اخلاص

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے

ہالینڈ کی نو مسلمہ مس بڈ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سے آپ کو جو اخلاص اور دلبستگی پیدا ہوئی ہے۔ وہ آپ کے خطوط سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ذیل میں ہم ایک انگریزی خط سے جو مس موصوفہ نے بابو عبد الحمید صاحب ریلوے آڈیٹر لاہور کے نام بھیجا۔ کچھ اقتباس پیش کرتے ہیں۔ آپ لکھتی ہیں:۔

"یہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ تمام احمدی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی دل و جان سے فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اس نے مجھ پر بڑا اثر کیا۔ مگر جس بات نے سب سے بڑھ کر مجھے محو حیرت بنا دیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ میں نے حضرت صاحب کی زیارت نہیں کی۔ لیکن پھر بھی اس سلسلہ میں داخل ہوتے وقت بطور اولین خواہش میرے دل میں امنگ پیدا ہوئی۔ کہ میں ان کی فرمانبرداری کروں ٭

ایک دفعہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب یہاں تشریف لائے تھے انہوں نے دوران گفتگو میں بیان کیا۔ کہ جملہ احمدی حضرت صاحب سے از حد ڈرتے بھی ہیں اور از حد محبت بھی کرتے ہیں۔ لیکن اس وقت میں اس حقیقت کو نہ سمجھ سکی۔ جو اب میری سمجھ میں آگئی ہے۔ اور میں اس انکشاف کی روشنی میں خوب سمجھتی ہوں۔ کہ ہم حضرت صاحب سے بے اندازہ محبت بھی کرتے ہیں۔ اور ڈرتے بھی ہیں۔ اس لئے کہ ہم انہیں حق و صداقت کی طرف رہنمائی کرنیوالا ہادی یقین کرتے ہیں۔

اگر کوئی امر مجھے ناگوار ہو۔ تو میں باوجود اسکے کہ اپنی ملکہ یا اپنی گورنمنٹ سے محبت کرتی ہوں۔ ہرگز اس کی عدول حکمی میں تامل نہ کروں گی۔ حالانکہ میں جانتی ہوں کہ گورنمنٹ ذرا سی سرتابی پر مجھے جیل خانہ بھیج سکتی ہے۔ لیکن حضرت صاحب کے ارشادات کے عدول کے لئے خواہ وہ کتنے ہی میرے خلاف منشا ہوں میں جرأت نہیں پاتی۔ حالانکہ میں جانتی ہوں۔ کہ نافرمانی پر جو کچھ ایک دنیاوی حکومت کر سکتی ہے۔ وہ حضرت صاحب اپنے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے سے نہیں کر سکتے۔

یہ احساس بدرجہ غایت خوشگوار ہے جو یہ جان کر پیدا ہوتا ہے، کہ ہم ایک ایسے شخص کے تابع فرمان ہیں۔ جو فی الواقعہ اس قابل ہے کہ اسکے ہر فرمان و ارشاد کی دل و جان سے متابعت کی جائے۔ اور واقعی یہ ایک ایسی بات ہے۔ جس پر جتنا بھی ناز کیا جائے۔ کم ہے۔ اور یہ بھی خدا تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ ہمیں یہ بات میسر آئی" ٭

صحت کے دس احکام

پہلی سالانہ امریکن ایجوکیشن ویک اکسپوزیشن کے افتتاحی خطبہ کے آخر میں ڈاکٹر ٹامس ڈارلنگٹن سابق کمشنر صحت نیویارک نے حسب ذیل دس احکام حفاظت صحت کیلئے بیان کئے۔

(۱) سانس لینے اور غصہ آنے کے وقت اپنا منہ بند رکھو

(۲) کھانے کے ساتھ دونوں وقت ٹھنڈا پانی پیو۔ اور ان کے درمیان بھی پیو۔

(۳) روزانہ غسل کرو۔ اگر زیادہ نہیں تو فوارہ کے نیچے کھڑے ہو کر یا ہزارہ سے ایک ہی بوچھاڑ اپنے جسم پر ڈال لو۔

(۴) آہستہ آہستہ کھاؤ۔ اس سے کم کھانے کی عادت پڑتی ہے اپنے کھانے کو ایک رسم تفریح بناؤ۔

(۵) روزمرہ ورزش کرو۔ اور کرتے وقت گہری سانس لو۔ لیکن جسم پر بہت زیادہ بار نہ ڈالو۔ اور تکان ہونے کی حالت میں کبھی غذا نہ کھاؤ۔ بلکہ آرام لے کر کھانا کھاؤ۔

(۶) کھانا کھانے کی حالت میں پڑھنے یا کوئی کام کرنے سے محترز رہو۔

(۷) دس گھنٹے کام کرو۔ آٹھ گھنٹے سوؤ۔ اور باقی ماندہ وقت تفریح اور کھانے وغیرہ میں گذارو۔ اتوار (جمعہ) کو ہمیشہ آرام کرو۔

(۸) دل کو قانع رکھو۔ طبیعت کے سکون سے عمر بڑھتی ہے۔

(۹) جسم کے کسی حصہ کی طرف سے غفلت نہ برتو۔ کسی طبیب یا ڈاکٹر کو مقرر کر لو۔ جو دو تین ہفتے کے مقررہ وقفہ کے بعد تم کو دیکھ لیا کرے۔ اور اس طرح مرض کی ابتدا پر نظر رکھے۔ اور جسم میں دفع امراض کی جو قدرتی طاقت ہے۔ اس کو مضبوط کرتا ہے اس کی راستے اور ہدایت پر کچھ توجہ کرو۔

(۱۰) تمام امور میں اعتدال کو ملحوظ رکھو۔ (ہمدم ۱۲ ر جولائی)

ہندو بیواؤں کی کہانی ایک بیوہ کی زبانی

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ ودھواؤں کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ اور ان تمام مصائب و تکالیف کے باوجود جو کہ ہمارے حصہ میں آتی ہیں۔ ہمیں پھر بھی عقل نہیں آتی ہے ہمارے رنج و محن کی کہانی بڑی طویل ہے۔ مگر شاذ ہی ایسا ہوا ہے کہ کسی ودھوا نے اخبارات دوراہ اپنے مصائب کا حال ہر گشت کیا ہو۔ اس کی یہ وجہ نہیں ہے۔ کہ اس کی پُر از رنج زندگی میں اسے کبھی شکایت پیدا نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ اسے کچھ آرام حاصل ہوتا تھا۔ اور اس کے رشتہ دار جن کے ساتھ اس کی قسمت وابستہ ہوتی ہے۔ خواہ بھائی ہوں یا دیور جیٹھ وغیرہ اس سے مہربانی سے سلوک ہوتے تھے۔ اور اس کا ہر طرح سے پاس و لحاظ کرتے تھے۔ مگر اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اور روز افزوں خود غرضی نے دنیا پر اس قدر غلبہ پا لیا ہے۔ کہ ہماری پوزیشن بالکل بے کس و بے حس کی ہو گئی ہے۔ اور ہماری حالت تو ایک غلام سے بھی ابتر ہو گئی ہے۔ (تیج ۱۵ ر جولائی)

منی پنپانگ کے ہندوؤں کے رسم و رواج

یہ علاقہ تحصیل بسوہلی سے اتر دہار یا نجل سے لے کر علاقہ چمبہ و بھدرواہ سے ملتا ہے۔ اس علاقہ کا رسم و رواج دیگر کل پہاڑوں سے الگ ہے۔

ایک ایک عورت دس دس خاوند و ایک ایک مرد دس تک عورتیں کر لیتے ہیں۔ اور ایک ہی شخص پھوپھی سے بھی اور پھوپھی کی بھتیجی سے شادی کر لیتا ہے۔ ایک دفعہ لڑکی کی شادی بغیر روپیہ لئے کرتے ہیں۔ مگر وہ شاذ و نادر پہلا خاوند کے ہاں رہتی ہے۔ بصورت ناموافقت میکے یا دیگر نزدیکی رشتہ داروں کے عرصہ تک بیٹھی رہتی ہے۔ پھر پنچایت مقرر کر کے فیصلہ قیمت کرتے ہیں۔ مالیہ کا چار یا پانچسو روپیہ لیا دیا جاتا ہے۔ لفظ مالیہ سے مراد خرچ شادی ہوتا ہے۔ علی ہذا القیاس کئی ایک گھروں میں اس طریق سے وہ عورت گھوم نکلتی ہے۔ (اردو گزٹ ۷ ر اگست)

برٹش میوزیم کا کتب خانہ

اس میں ستر لاکھ سے زیادہ کتابیں ہیں۔ ان کتابوں کی فہرستوں سے ہی ہندوستان کے بڑے بڑے کتب خانے بھرے جا سکتے ہیں۔ اس کی ادنیٰ مثال یوں سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ جن مصنفوں کے نام صرف حرف M سے شروع ہوتے ہیں۔ ان کی تصانیف و تالیفات کے نام ۸۰ بڑی ضخیم لمبی چوڑی جلدوں میں ہیں۔ انجیل ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ مگر اس پر جو کتابیں یہاں موجود ہیں۔ ان کے ناموں سے بیس موٹی موٹی کتابیں بھر گئی ہیں۔ اس کتب خانہ کا مقصد معمولی پڑھنا پڑھانا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا اصل مقصد یہ ہے۔ کہ علم دوست حضرات کو تحقیقات و تجسس میں مدد ملے۔ بہت سے اشخاص ایسے ہیں جو تیس تیس چالیس چالیس میل بلکہ اسی میل تک کے فاصلہ سے صبح کی گاڑی سے کتب خانہ میں آتے ہیں۔ اور رات کی گاڑی سے ہر روز اپنے اپنے مکانوں کو لوٹ جاتے ہیں۔

مطالعہ کے لئے متعدد کمرے ہیں۔ سب سے بڑے گول کمرہ میں فہرستیں رکھی ہیں۔ اور ادھر ادھر سینکڑوں میزیں لگی ہوئی ہیں۔ ہر میز کے نمبر جدا ہیں۔ میز ایک ہاتھ سے زیادہ چوڑی اور ڈیڑھ گز سے زیادہ لمبی ہوتی ہے۔ جس پر قلم دوات کاغذ۔ جاذب اور ورق تراش وغیرہ رکھا رہتا ہے۔

لائبریری کے کونہ کونہ میں بجلی کی روشنی کا انتظام ہے۔ مطالعہ کرنیوالے اصحاب ایک ایک میز گھیر بیٹھتے ہیں۔ وہ فہرستوں سے مشورہ کر کے ٹکٹوں پر مطلوبہ کتب کے نام مصنفوں کے نام تفصیلات اور اپنا نام اپنی میز کا نمبر اور تاریخ وغیرہ لکھ کر ادھر ادھر رکھی ہوئی ٹوکریوں میں ڈال دیتے ہیں۔ ہر دس پانچ منٹ کے وقفہ کے بعد ملازم آکر ٹوکریوں میں سے ان ٹکٹوں کے ڈھیروں کو اٹھا لیجاتے ہیں۔ اور دس پندرہ منٹ میں پہیہ دار گاڑیوں میں کتابیں بھر کر کمرے میں لاتے اور چپ چاپ میزوں پر رکھتے چلے جاتے ہیں۔ کتبخانہ میں بولنے کی سخت ممانعت ہے۔ جہاں بغیر بولے کسی طرح کام چل ہی نہیں سکتا۔ صرف وہیں منہ کھولنے کی اجازت ہے۔ اگر آپ کی طلب کردہ کتاب کوئی اور شخص پڑھ رہا ہو۔ تو ملازم آپ کے ٹکٹ پر ایک اور ٹکٹ لگا دے گا۔ جس پر یہ چھپا ہوا ہوگا کہ "یہ کتاب استعمال میں ہے"۔ اگر کتاب حسب قاعدہ کسی دوسرے کمرے میں مل سکتی ہے۔ تو آپ کے ٹکٹ کے ساتھ چسپاں شدہ ایک اور ٹکٹ آپ کے پاس آجائیگا۔ جس پر درج ہوگا۔ کہ "فلاں کمرے میں اس کا ملاحظہ کیجئے"۔ اگر آپ کتاب کا نمبر لکھنا بھول گئے ہیں۔ تو آپ کا ٹکٹ اس ریمارک کے ساتھ واپس آجائیگا "نمبر لکھیئے"۔ اگر تاریخ غلط ہو۔ تو منٹ میں ٹکٹ کے ساتھ چھپا ہوا نوٹ آجائے گا۔ کہ "تاریخ ٹھیک کیجئے"۔ جن باتوں کے متعلق غلطیاں ہونے کا امکان ہو سکتا ہے۔ ان سب کے لئے پرچے چھپوائے گئے ہیں۔ تاکہ زبان سے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہ پڑے انگریزی اخلاق میں بار بار شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اور بات بات پر اظہار افسوس ہوتا ہے۔ لیکن کتب خانہ میں ان باتوں کے لئے بھی اشارے ہی استعمال ہوتے ہیں۔

یوں اطمینان سے سینکڑوں عالم روز مطالعہ میں منہمک رہتے اور مضامین یا کتابیں تصنیف کیا کرتے ہیں۔ گذشتہ ایک سو سال کی متعدد تصانیف جنہوں نے دنیا میں ہلچل پیدا کر رکھی ہے۔ اسی کمرے میں تصنیف کی گئی تھیں۔ کارل مارکس نے اپنی دنیا میں انقلاب پیدا کرنیوالی کتاب سرمایہ یہیں بیٹھ کر لکھی تھی۔ وہ ہر روز صبح ہی کتب خانہ میں داخل ہوتا تھا اور شام کو ۸ بجے ملازمین کو زبردستی اسے باہر نکالنا پڑتا تھا۔ اسی لائبریری میں مشہور ڈرامانویس برنڈ شا دس برس متواتر پڑھا کئے ہیں۔

عالم لائبریریوں کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں اہلکار۔ منشی چوکیدار۔ سپاہی وغیرہ اس کتب خانہ میں ملازم ہیں۔ گذشتہ جنگ یورپ کے زمانہ میں بہت سے ملازم میدان جنگ کو چلے گئے تھے۔ ان کے نام دیواروں پر کندہ ہیں۔ جو لوگ لڑائی میں کام آئے۔ ان کے نام باہر کندہ ہیں اا نومبر کے روز ہر سال ان پر پھول چڑھائے جاتے ہیں۔ (آزاد یکم جولائی)

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج چہارم جھنگ

بمقدمہ

خاندان مشترکہ دیویداس آتما رام بذریعہ آتما رام ولد رام داس کہا چوگیہ سکنہ فرید محمود کاٹھیہ تحصیل شورکوٹ مدعی بنام اللہ یار

دعویٰ ۱۰۰ روپیہ بروئے تمسک

اشتہار بنام اللہ یار ولد جلا جوئیہ سکنہ چک ۵۰۲ تحصیل شورکوٹ

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مدعا علیہ کو مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۸/۲۱/۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی

مورخہ ۸/۵/۲۶ — مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج چہارم جھنگ

بمقدمہ

دوکان رام چند عطر چند بذریعہ رام چند ولد گنگا رام پردیتی سکنہ چک ۴۷۶ تحصیل شورکوٹ مدعی بنام نظام ۔

دعویٰ ۳۰۰ روپے

اشتہار بنام نظام ولد راجہ بھٹی سکنہ چک ۴۹۲ تحصیل شورکوٹ

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۸/۳۱/۲۶ کو مدعا علیہ حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی ۔ ۸/۵/۲۶

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج چہارم جھنگ

بمقدمہ

جیون رام ولد اجبار رام مدان سکنہ میرک سیال تحصیل شورکوٹ مدعی بنام بہادر وغیرہ ۔

دعویٰ ۳۲۰ روپے بروئے تمسک

اشتہار بنام بہادر و شیر پسران ساوا اقوام جوئیہ سکنائے چک ۵۰۳ تحصیل شورکوٹ

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہم دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہے ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہم مورخہ ۸/۲۵/۲۶ کو حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کی کریں۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ ۸/۴/۲۶

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج چہارم جھنگ

بمقدمہ

فرم گنہیا رام دیاں رام بذریعہ گنہیا رام ولد رام داس چوگیہ سکنہ فرید محمود کاٹھیہ تحصیل شورکوٹ مدعی بنام اللہ یار

دعویٰ سا عہ روپیہ بروئے تمسک

بنام اللہ یار ولد جلو ذات جوئیہ سکنہ چک ۵۰۲ تحصیل شورکوٹ ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۸/۲۱/۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی ۔ ۸/۴/۲۶

مہر عدالت — دستخط حاکم

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار خود مشتہر ہیں۔ مینیجر و ایڈیٹر الفضل)

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۳ اگست - آج صبح کے ساڑھے چھ بجے ٹوکیو میں نہایت شدید زلزلہ آیا - تمام باشندوں نے گھر خالی کر دیئے ۔

برلن کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے - کہ لیمپ بنانے والوں کی ایک مشہور فرم نے ایک لیمپ بنایا ہے - جو جعلی نوٹوں کو فوراً ظاہر کر دے گا - فرم مذکور کا کہنا ہے - کہ کاغذ میں ایسا فرق ہوتا ہے - جو خوردبین سے بھی معلوم نہیں ہوتا - لیکن اس لیمپ کی روشنی میں کاغذ و روشنائی کے رنگ وغیرہ کا تمام فرق صاف معلوم ہو جائے گا ۔

شملہ ۵ اگست - کابل کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ایک جرمن کے خلاف افغانی کو قتل کرنے کے الزام میں جو مقدمہ عرصہ سے دائر تھا - اس کی سماعت ختم ہو گئی - مقتول کے خاندان نے قاتل کو معافی دے دی - جس کی وجہ سے عدالت نے قاتل کیلئے صرف چار سال قید بامشقت کی سزا تجویز کی - بعد میں امیر افغانستان نے اس سزا کو معاف کر دیا - اور ملزم کو رہائی حاصل ہو گئی ۔

شملہ ۵ اگست - گوا کی اطلاع مظہر ہے - کہ وہاں فوج نے گورنر جنرل کو معزول کر دیا - لیکن کوئی بدامنی رونما نہیں ہوئی ۔

رنگی ۵ اگست - مسٹر ائن کاہم جو ۳۰ جون کو انگلستان سے روانہ ہوئے تھے - ایک بحری ہوائی جہاز کے ذریعے سے بارہ ہزار میل کے پرواز کے بعد آج چھبیسویں دن آسٹریلیا میں بخیر و عافیت پہنچ گئے ۔

لنڈن ۴ اگست - دارالعوام میں کمانڈر کینوردی نے سر آسٹن چیمبرلین سے عرض کیا - کہ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ انگریزی رعایا کے بہت سے آدمی ہر سال زیارت حرمین شریفین کو جاتے ہیں - دربار ابن سعود میں بمقام مکہ معظمہ انگریزی نمائندوں کے رکھنے کے مسئلہ پر غور کیا جائے - سر آسٹن چیمبرلین نے جواب دیا - کہ مجھ کو اطمینان ہے کہ جو کچھ انتظام اس وقت موجود ہے - وہ بہت معقول ہے ۔

میکسیکو شہر ۴ اگست - گوانا جوٹو میں مذہبی تعصب کی بناء پر کئی پروٹسٹنٹ عیسائیوں کو مار ڈالا گیا - اور ان کے مکانات میں آگ لگا دی گئی - پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے گرجوں کو پھر ان کے مالکان کو واپس کیا جا رہا ہے - کیونکہ جن قوانین کی پابندی کے لئے ان سے کہا گیا تھا - وہ اس کی مخالفت نہیں کر رہے ہیں ۔

رنگی ۵ اگست - انٹرنیشنل مرکنٹائل میرین کمپنی کے صدر نے نیو یارک میں چھپنے پر وہائٹ اسٹار لائن کے لئے ایک بہت بڑے جہاز کی تعمیر کا جو اعلان کیا ہے - اس سے برطانوی جہاز ران حلقوں میں کوئی ہیجان پیدا نہیں ہوئی ہے - یہ جہاز سب سے بڑا اور ۶۰ ہزار ٹن کا ہوگا - مسٹر ہارلینڈ اور وولف نے اس جہاز کی تعمیر کے متعلق کسی قسم کا بیان دینے سے انکار کیا - تاہم یہ خیال کیا جاتا ہے - کہ اس کی تعمیر کے متعلق گفتگو تقریباً ختم ہو چکی ہے - اخبارات مظہر ہیں - کہ جہاز کا خاکہ تیار ہو چکا ہے - اور اس سال کے اختتام سے پہلے ہی بیلفاسٹ میں آرڈر پہنچ جائیگا - جہاز کی تعمیر میں کم سے کم تین سال لگیں گے ۔

ہندوستان کی خبریں

ایسے مسلمانوں کو جو بی - اے یا بیچلر آف کامرس وغیرہ امتحانات جو بی - اے کے مساوی ہوتے ہیں - پاس کر چکے ہوں - اور جن کی عمر یکم نومبر ۲۶ء تک ۲۳ سال سے کم اور ۱۸ سال سے زیادہ ہو - ایکاؤنٹنٹ جنرل ریلوے کے پاس ۱۵ اگست ۱۹۲۶ء سے پہلے سب آرڈینیٹ ریلوے ایکاؤنٹس سروس کے آزمائشی امیدواروں میں بھرتی ہونے کے امتحان مقابلہ کے لئے نامزد ہونے کی درخواستیں بھیج دینا چاہئیں - یہ امتحان نومبر ۲۶ء میں منعقد ہوگا ۔

کلکتہ ۴ اگست - آج دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے ماتحت حکم جاری کیا گیا ہے - کہ پنڈت مدن موہن مالوی اور ڈاکٹر بی - ایس - مونجے دو ماہ تک کلکتہ میں داخل نہ ہوں ۔

الہ آباد ۵ اگست - پنڈت مالوی نے چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کو جو جواب روانہ کیا ہے - اس میں مجسٹریٹ کے حکم کو خلاف قانون - غیر منصفانہ اور آزادی تحریر و تقریر کے خلاف قرار دیکر مجسٹریٹ کو اطلاع دے دی ہے - کہ میں ۷ اگست کو پنجاب میل سے کلکتہ پہنچوں گا ۔

کلکتہ ۷ اگست - پنڈت مالوی آج صبح ہوڑہ پہنچ گئے اور باوجود ان کی ممانعت کے اسٹیشن پر ہندوؤں کا ایک کثیر اژدہام تھا - جن سے پنڈت جی نے امن و سکون قائم رکھنے کی تاکید کی - اسنول اسٹیشن پر انہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ چوبیس پرگنہ اور ہوڑہ کے دستخط سے دو نوٹس ملے - ڈھائی بجے کے قریب چند پولیس کے سپاہی معہ وردیوں کے جن میں دو یورپین بھی تھے - ان کے ڈبہ میں پہنچے - اور انہیں جگا کر وہ نوٹس دیا - نیڈیل اسٹیشن پر پہنچکر جو ہوڑہ سے ۲۵ میل پیچھے ہے - گاڑی رک گئی - اور محکمہ اطلاعات کے افسر نے آکر ان سے ملاقات کی - اور کہا مسٹر جے ٹی ڈونون ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہگلی جو آپ کو جانتے ہیں - آپ سے اپنے بنگلہ پر ملنا چاہتے ہیں - جس کے جواب میں پنڈت مالوی نے کہا - کہ انہیں مسٹر ڈونون سے کوئی غرض نہیں ہے - اور اگر انہیں ملنا ہے - تو وہ خود جس وقت چاہیں ان کے قیام گاہ پر آکر مل سکتے ہیں ۔

لنڈن ۳ اگست - سر ہیو اسٹیفنسن (قائم مقام گورنر بنگال) صوبہ بہار و اوڑیسہ کے گورنر مقرر کئے گئے ۔

مسٹر عبدالحی اسمبلی میں حسب ذیل سوال پیش کریں گے (۱) کیا حکومت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے - کہ راولپنڈی امرتسر - کلکتہ اور دیگر مقامات کے فسادات میں کرپانوں کا مجرمانہ استعمال کیا گیا - (۲) اگر یہ صحیح ہے - کہ تو کیا حکومت از راہ کرم بیان کریگی - کہ آیا اس نے ایسی تدابیر اختیار کی ہیں - جو کرپانوں کے مجرمانہ استعمال کے اعادہ کو روک دیں (۳) کیا اب حکومت ان بعض فتنہ انگیز امتیازات کو دور کرنے کے لئے تیار ہے - جو آج کل پنجاب اور صوبہ سرحد میں تلواروں کے قبضے کے متعلق موجود ہیں - یعنی صرف سکھوں کو تلوار باندھنے کی اجازت ہے - اور دوسرے فرقوں کے آدمیوں کو لائسنس لینا پڑتا ہے ۔

۳ اور ۴ اگست کی درمیانی شب میں سید ابوالحسن مجسٹریٹ درجہ اول کے مکان واقع چھاؤنی امرتسر میں چوری ہوئی - خیال کیا جاتا ہے - کہ چور نقدی اور جواہرات تقریباً چھ ہزار روپیہ لے گئے ہیں ۔

بمبئی ۵ اگست - انڈین ڈیلی میل کے نامہ نگار مقیم حیدرآباد کا بیان ہے - کہ حضور نظام نے اپنے سیاسی مشیروں کی یہ تجویز مسترد کر دی ہے - کہ وہ حکومت ہند کے مراسلہ کے متعلق مصالحانہ حکمت عملی اختیار کریں - یہ بھی بیان کیا گیا ہے - کہ حضور نظام کے نزدیک حکومت ہند پر ریاست کے اندرونی معاملات کے متعلق ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہا جاتا ہے - کہ حضور نظام کے وزیر مالیات نے یہ تجویز پیش کی تھی - کہ حکومت نے جو اصلاحات تجویز کی ہیں - ان کے جواب میں حضور نظام اپنی اصلاحات پیش کریں - تاکہ حکومت عالیہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کا غیر مناسب طرز عمل نہ اختیار کرنا پڑے - لیکن کہا جاتا ہے کہ ریذیڈنٹ نے اطلاع دیدی ہے - کہ حکام شملہ جوابی تجاویز کو منظور نہ کرینگے - انسپکٹر جنرل جنگلات کے خلاف مقدمہ کی سماعت کرنے کے لئے جو کمیشن مقرر کیا گیا ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ جدید اصلاحات کا نفاذ شروع ہو گیا ہے ۔

شملہ ۴ اگست - امیر کابل نے بادشاہ افغانستان کا لقب اختیار کر لیا ہے - حکومت ہند کے فارن و پولیٹیکل محکموں کو بمنظوری ہز میجسٹی یہ ہدایت دی گئی ہے - کہ آئندہ امیر کابل کو "ہز میجسٹی بادشاہ افغانستان" لکھا جائے ۔

سکندرآباد ۵ اگست - نظام اور برٹش گورنمنٹ کے تعلقات کے متعلق اخباروں میں جو بیانات شائع ہو رہے ہیں - نظام کی طرف سے ان کے بارے میں ایک کمیونک شائع کی گئی ہے یہ کمیونک حسب ذیل ہے - گورنمنٹ ہند اور حکومت نظام کے تعلقات کے متعلق بعض ...

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)